بسم اللہ الرحمن الرحیم

روزہ اور اُس کی اہمیت

Fasting and its Significance

Dr. Samuel Bahjaan M.A., Ph.D.

1st Time Published in March 20th 1963
Jan 25th 2007
www.noor-ul-huda.org

(بقلم جناب سیموئیل بھجن صاحب۔ایم۔اے۔پی۔ایچ۔ڈی، جبپلور)

• روزہ اور مسیحی

جونہی لفظ "روزہ" ذہن میں آتاہے خیالات فوراً مذہب اسلام کی طرف مبذول ہوجاتے ہیں۔ ہم لوگ اکثروبیشتر یہ سوچتے ہیں کہ روزہ ایک خاص اسلامی چیز ہے جو اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے فرض کردی ہے۔اور ہم مسیحی قیدِ شریعت سے آزاد ہونے کی رُوسے اس بار سے سبکدوش ہیں۔ میری ناچیز رائے میں ایسا سوچنا اشتباہ سے خالی نہیں، مسیحیت میں روزہ اگراہم ترین نہیں توغالباً ایسی چیز بھی نہیں جسے بالکل پس پشت ڈال دیا جائے اور خالص اسلامی لبادہ اوڑھا کر اپنی نظروں سے محو کردیا جائے۔

• ربناالمسیح کا نظریہ

یہ صحیح ہے کہ سید نا مسیح نے روزے کے بارے میں معین احکام صادر نہیں فرمائے لیکن اُنہوں نے اس رسم کہُنہ کوایک نئی تفسیر عنایت کر کے اس کی تائید ضرور فرمائی ہے۔ وہاں روزہ رکھنے اور کھولنے کے بارے میں قوانین وضع کرنے کا کام اُنہوں نے ضروری نہیں سمجھااوراُسے ہر شخص کی اپنی پسنداور ہر مسیحی کے اپنے طبعی تقاضوں پر چھوڑ دیا۔

ایک دفعہ یہودی علمائے دین نے حضور کے صحابہ کرام کے اس رویہ پر کہ وہ روزہ کی نسبت بے اعتنائی روا رکھتے ہیں اعتراض کیاتو مولانے فرمایا" کیاتم دلہا کی موجود گی میں براتیوں سے روزہ رکھوا سکتے ہو؟ ہر گز نہیں۔ لیکن وہ دن آئیں گے کہ دلہاان سے جدا کیا جائے گاتب وہ روزہ رکھیں گے ۔(انجیل شریف بہ مطابق حضرت لوقار کوع ۵ آیت ۳۳)۔ان ارشاداتِ مقدسہ سے ربناالمسیح کا نظریہ جو وہ روزہ کے بارے میں رکھتے تھے کسی حد تک روشن ہو جاتا ہے۔ مثلاًیہ کہ اگر روزہ محض اس لئے رکھا جائے کہ دیگر اشخاص کے ہاں یہ رسم کے طور پر رائج ہے تواس سے کیا فائدہ ؟ جس شخص کے دل وجان روحانی نعمتوں سے آسودہ ہیں اُسے غمناک ماحول کے دروازوں پر دستک دینے کی کیا ضرورت ہے ؟ جب کسی آنے والی مشکل کا خوف دل پر غالب ہو تو روزے کی ضرورت کسی حد تک سمجھ میں آسکتی ہے، لیکن اُس حالت میں بھی روزے کے تقدس کی بجائے روزے کے ثواب پر زیادہ نظر رہتی ہے اور محض ثواب کی خاطر روزہ رکھنا سید نا مسیح کے نظریہ کی معنی میں فقط ایک معاملہ سے کم نہیں۔

• روزہ اور ثواب

ایک اور مقام پر منجئی عالمین نے نہایت ہی واضح الفاظ میں فرمایاہے" اور جب تم روزہ رکھو تو منافقین کی طرح اپنی صورت اداس نہ بناؤ کیونکہ وہ اپنا منہ بگاڑتے ہیں تاکہ لوگ ان کو روزہ دار جانیں۔ میں تم سے سچ کہتاہوں کہ وہ اپنا اجر پاچکے۔ بلکہ جب تم روزہ رکھو تواپنے سر میں تیل ڈالو اور منہ دھو۔تاکہ آدمی نہیں بلکہ تمہارا پروردگار جو پوشیدگی میں ہے تمہیں روزہ دار جانے۔اس صورت میں تمہارا پروردگار جو پوشیدگی میں دیکھتا ہے تمہیں اجر عطا کرے گا۔(انجیل شریف راوی حضرت متی رکوع ۶ آیت ۱۶تا۱۸)۔

اِن کلماتِ مبارک سے یہ ظاہر ہے کہ اگر روزہ فقط نمود و نمائش کے لئے رکھا جائے تواُس کا اجر احباب وا قارب کی واہ واہ میں مل جاتاہے۔ لیکن ایسے روزے کی درگاہ ایزدی میں کوئی وقعت نہیں اور وہاں ثواب کا آرزو مند ہونا حماقت ہے۔

درگاہِ الٰہی میں روزے کا ثواب فقط اُس صورت میں ملتاہے جب روزہ دار روزے کے معاملہ میں فقط اپنے اور اپنے خدا کے درمیان ایک راز سمجھے نمود و نمائش کا خیال نہ ہو۔ دنیاوی تفکرات کو دل ودماغ سے محو کر کے اپنا تمام وقت اپنے اور خدا کے درمیان راز و نیاز، تشکر دامتنان، حمد وستائش اور دعاوعبادت میں گذارے یادرہے کہ اس حالت میں بھی روزے کے ثواب پر نظر نہ ہو۔

• روزہ اور شریعت

ایک اہم نکتہ جو یاد رکھنا چاہیے یہ ہے کہ روزہ کے معاملہ میں جبر واکراہ نہیں۔ روزہ رکھو تو رضا سے رکھو نہ رکھو تو مجبوری اور ندامت کا احساس نہیں ہونا چاہیے۔ محض ایک وقت کے لئے کھانا پینا ترک کر دینے کا نام روزہ نہیں، روزہ یہ ہے کہ اپنا اتنا وقت جس کا مقدور ہو اپنے اور اپنے خدا کے درمیان بسر کرو اور قبلاً جو اُمور واشداد تمہارے اور خدا کے درمیان حائل تھے اُنہیں پس پشت ڈال دو اور ان اُمور میں صرف خوردن ونوشیدن ہی نہیں بلکہ اور بہت سی باتیں بھی شامل ہو سکتی ہیں۔ ایک دلچسپ مجموعہ بغل میں دبا کر کسی باغ میں چلے جاؤ اور درختوں کی ٹھنڈی ٹھنڈی چھاؤں میں گھاس کے مخملی فرش پر دراز ہو کر روزے کا سارا وقت مطالعہ میں گذارو اور جب افطار کا وقت آئے گھر چلے آؤ اور نہایت ہی مرغن وماذ ذغذائیں اشداد کسی قدر زیادہ تناول فرمالو؟

جب یہ احساس دامنگیر ہو کہ روزہ ایک نہایت ہی ناقابل برداشت بار ہے دین اور شریعت نے فرض ٹھہرادیا اور پھر بھی محض ثواب کی خاطر اس بوجھ کو اٹھائے کی سعی کی جائے تو کیا فائدہ؟ اگر میں سوچوں کہ روزہ بار تو ہے جس کا متحمل میں ہو سکتا لیکن اگر اس محنت سے جی چراتا ہوں تو نیک نام اور ثواب ہاتھ سے جاتے ہیں، خیر ہر چہ بادا باد ما کشتی در آب انداختیم کے مصداق روزہ رکھ ہی لو تو بتاؤ یہ روزہ داری ہے یا روزہ بازی؟ کیا یہی روزے کا مفہوم ہے؟

اگر روزہ دار ہونے سے میرا اولین نصب العین یہ ہے کہ خویش واقارب کی نظر میں میری قدر ومنزلت باقی رہے اور یوں مجھے احساس ندامت نہ ہو اور ساتھی عقبیٰ بھی ہاتھ سے نہ جائے تو بہتر یہی ہے کہ روزہ نہ رکھوں اور بار ضا ور غبت اور تشنیع کا نشانہ نہ بنوں۔ ایسی حالت میں میرا شعور، میرا دل اور میری روح تو مجھے ملامت نہ کرے گی۔ اگر میں روزے کا بار گراں برداشت کرنے کی تاب وتواں نہیں رکھتا تو جو علیم کل ہے وہ تو جانتا ہی ہے اور خدا سے اپنے تعلقات اُستوار رکھنا ہر حالت میں افضل ہے۔

خدا ہم سے محبت رکھتا ہے اور اُس کی محبت اُس پیار سے کہیں اعلیٰ و برتر ہے جو ایک باپ کو اپنے فرزندوں سے ہوتا ہے۔ خدا کب چاہے گا کہ وہ اپنے فرزندوں سے غلام سا سلوک روا رکھے اور اُنہیں دیدہ ودانستہ مجبور کرے کہ روزہ رکھو خواہ زندگی وبال بن جائے اور دل ودماغ بغاوت پر آمادہ ہو جائیں۔ پس نتیجہ یہ نکلا کہ روزہ کا تعلق اپنی ذات اور شخصیت سے ہے نہ کہ شرعی فرائض، دنیادار اور کورکورانہ تقلید ہے۔

یہودیوں کے دستورِ شریعت کے مطابق ہر سال ساتویں مہینے کی دسویں تاریخ کو روزہ رکھا جاتا تھا جسے "یوم کفارہ" کہتے تھے اور یہ روزہ تمام اہل یہود پر فرض تھا۔ چونکہ منجئی عالمین نے یہودی ماحول میں پرورش پائی تھی آپ ضرور اس روزے کا اہتمام فرماتے ہونگے "یوم کفارہ کے روزے کی مُدت چوبیس ساعت ہوتی تھی اور اس دوران میں کسی قسم کی غذا ممنوع تھی۔ بعض اوقات ٹاٹ اوڑھ لینا انتہائی توبہ خضوع دخشوں علامت سمجھی جاتی تھی۔ مگر اس مقرر روزہ کے علاوہ یہودیوں میں عام رواج یہ تھا کہ ہر شخص اپنی مرضی اور احتیاج کے مطابق اور روزے بھی رکھ لیتا تھا جن میں خاص قسم کی غذاؤں سے پرہیز کیا جاتا تھا اور ہر قسم کے کام کاج سے ہاتھ کھینچ لیا جاتا تھا لیکن یاد رہے کہ ربنا المسیح نے بشارت کی عظیم خدمت کو شروع کرنے سے پہلے اپنی آزاد مرضی سے چالیس دن روزے رکھے اور اپنا تمام وقت تنہائی میں خدا سے

رفاقت میں گذارا۔ یہ چالیس روزے حضور نے اس لئے نہیں رکھے کہ شریعت کو کوئی ایسا دستور صادر فرمایا تھا۔ بلکہ آپ نے کامل رضاکارانہ طور پر ایسا کیا اور ہزاروں دلوں کو تسخیر رنے کی ایک نہایت ہی عجیب وغریب قوت حاصل کی۔

مسیحیوں میں چالیس روزوں کا رواج عام ہے۔اسے شریعت کی پابندی نہیں بلکہ اتباعِ سنتِ عیسوی کہہ سکتے ہیں اور یہ رواج بھی کہیں چوتھی صدی عیسوی میں شروع ہوا جب مسیحی کلیسیا میں ربنا المسیح کی تمام شفقتوں اور اذیتوں میں شامل ہونے کا احساس انتہائی عروج پر پہنچ گیا۔ واضح ہو کہ چالیس روزے رکھنا مسیحیت کا کوئی اہم بنیادی اصول نہیں، مسیحیت روزے کی شرعی طور پر پابند نہیں بناتی بلکہ روزہ کی ایک نہایت ہی پاکیزہ تفسیر پیش کر کے فرزندانِ خدا کو آزاد چھوڑ دیتی ہے۔ مگر کسی حالت میں بھی ثواب اور نمود و نمائش پر نگاہ نہ رکھیں۔

● اہمیت

اگر روزہ صحیح معنوں میں رکھا جائے تو کچھ مدت کے احساس گرسنگی سے بھوکوں اور پیاسوں کی جانگداز تکالیف کا اندازہ ہوتا ہے، طبیعت میں انکساری آتی ہے۔ دل میں محبت واُخوت کے چشمے پھوٹ نکلتے ہیں۔ ذہن میں خدا کی بے شمار نعمتوں کے تشکر کا شعور بیدا ہوتا ہے۔ روزے میں دعا کے ذریعے محبوب حقیقی سے راز و نیاز ہوتے ہیں، عاشق و معشوق میں ماسوائے عشق اور احساسِ قربت کے کوئی دوسری شے حائل نہیں ہوتی۔ دنیا اپنے تمام مشاغل سمیت خاک نشین نظر آتی ہے۔ مبارک ہے وہ جو روزے کو اپنے خدا کے درمیان ایک سرِ روحانی سمجھتا ہے اور ثواب پر ہیچگاہ نظر نہیں رکھتا۔